REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶ | شمارہ ۱۷

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۲۰ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۷ شہادت ۱۳۴۶ ہش | ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ | ۲۷ اپریل ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۵ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۰ اپریل کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

الحمدللہ۔

— حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی سلسلہ کے کام سے شاہجہانپور تشریف لے گئے تھے۔ آپ مورخہ ۲۲ کو بخیر و عافیت قادیان تشریف لے آئے ہیں۔

قادیان ۲۵ اپریل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمدللہ۔

جمشید پور میں سیرت پیشوایان مذاہب کا دو روزہ جلسہ

سکھ عیسائی اور احمدی مقررین کی طرف سے خراج عقیدت

رپورٹ مرتبہ مکرم سید حمید الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ جمشید پور (بہار)

جمشید پور (بہار) جماعت احمدیہ کی مقامی شاخ انجمن احمدیہ جمشید پور کے زیر اہتمام مورخہ ۱، ۲ اپریل ۱۹۶۷ء یہاں پر جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب منعقد ہوا۔ جلسہ کے انعقاد کا اعلان بذریعہ اشتہارات نیز آلہ مکبر الصوت کے ذریعہ کیا گیا۔ خاص خاص لوگوں کو دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ اور شہر کے سربراہوں کی طرف سے بطور داعیان اشتہار تقسیم کئے گئے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ اس آہنی نگری کے باشندے کچھ ایسے سخت دل واقع ہوئے ہیں کہ بہت ہی کم اس طرف متوجہ ہوئے۔ بہرحال جتنے لوگ بھی آئے علماء سلسلہ نے دعوت الی الحق کا فریضہ اچھی طرح ادا کر دیا۔ تمام تقاریر آلہ مکبر الصوت کے ذریعہ ہوئیں۔

جلسے کا پہلا روز

یکم اپریل۔ جلسہ زیر صدارت جناب ڈی۔ جی گوپال صاحب جنرل سیکرٹری ٹاٹا ورکرس یونین، بوقت شام ساڑھے سات بجے منعقد ہوا۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے تلاوت کلام پاک کی اور نظم خوانی عزیزم حسام الدین صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ایک تعارفی تقریر فرمائی جس میں آپ نے

جلسہ کی غرض و غایت

کو بیان کیا اور قومی یکجہتی کے لئے اس قسم کے جلسے کے انعقاد کو بہت ضروری قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ تمام یکجہتی میں میل و محبت سے رہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کا احترام کریں اور کسی کی برائی بیان نہ کریں اس طرح بھائی چارگی اور عالمگیر اخوت پیدا ہو گی۔ اس کے بعد عیسائی پادری الیٹ بینز صاحب نے اپنے نقطۂ نگاہ سے

حضرت عیسیٰ کی زندگی پر تقریر

کی آپ نے مذہب کی غرض و غایت بیان کی۔ نیز حضرت عیسیٰ کے آنے کی پیشگوئی سنائی آپ نے کہا کہ یسوع مسیح اسلئے آئے تھے کہ انسان گناہ سے نجات پائے ہم گناہ کر کے ناپاک ہو گئے اور یسوع مسیح اس لئے آئے تھے کہ خدا کی مرضی کو ہم پر ظاہر کریں اور ہم کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو۔ یسوع مسیح نے ہمارے لئے صلیب پر جان دی تھی تاکہ ہم پاک ہوں۔ آپ نے بتایا کہ یسوع مسیح کی تعلیم یہ ہے کہ ایشور پاک ہے اس لئے تم بھی پاک بننے کی کوشش کرو۔ آپ نے کہا کہ محبت ہی اصل ذریعہ ہے خدا کو پانے کا۔ آپ نے اپنے بیانات کی تائید بائیبل کے حوالوں سے کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی سلیمان صاحب کی نواسی نے

بدرگاہ ذی شان خیر الانام

والی نظم نہایت خوش الحانی سے پڑھی اور اس کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب نے

سیرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ سب سے پہلے آپ نے ایک مصور کی مثال کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مشہور مصور نے ایک اچھی تصویر بنائی اور چوراہے پر لا کر رکھ دیا اور لوگوں کو دعوت دی کہ اس میں اگر نقص ہو تو اس کی تصحیح کر دیں چنانچہ تھوڑی دیر میں ہی لوگوں نے اس قدر نقص نکالا کہ وہ تصویر بھدی ہو کر رہ گئی مگر جب اس نے اس تصویر کو چوراہے پر اس لئے رکھا کہ لوگ اسے درست کر دیں تو کسی نے بھی اس طرف توجہ نہ کی۔ آپ نے بتلایا کہ نقص نکالنا آسان ہے مگر اصلاح کرنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ صرف سنی سنائی باتوں میں آ کر ہماری طرف توجہ نہیں دیا کرتے آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو رواداری سے کام لینا چاہیئے حریت ضمیر تو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر مذہب کا دعویدار صرف ہنسی اور کھیل کی زندگی گذارتا ہے۔ آپ نے حدیث شریف الخلق عیال اللہ کی تفسیر بیان کی۔ نیز حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیتے ہوئے آپ نے بتلایا کہ حضور نے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں گرجا کرنے کی اجازت دی تھی مگر افسوس ہے کہ آج کا مسلمان صرف نام کا مسلمان رہ گیا ہے۔ اور اسوۂ رسول صلعم پر کاربند نہیں ہے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے

آپ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ ابو جہل کا بیٹا مکہ سے دور بھاگا جا رہا تھا۔ جب اس کی بیوی نے اس کو روکا اور کہا کہ حضرت رسول خدا صلعم نے تم کو معاف کر دیا ہے تو وہ باور نہیں کرتا تھا۔ آخر کار بہت سمجھانے کے بعد حضور صلعم کے دربار میں حاضر ہو کر پوچھا کہ یا محمد میں نے سنا ہے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے آپ نے فرمایا۔ "ہاں تم ہماری امان میں ہو"۔ یہ سن کر اسی وقت وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ یہ تھی حضور کی رواداری جس سے متاثر ہو کر پتھر دل بھی نرم ہو جاتے تھے اور آپ کے گرویدہ بن جاتے تھے۔ غیر مسلموں کا یہ اعتراض کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اس کی تردید اسی ایک واقعہ سے ہو جاتی ہے نیز فتح مکہ کے بعد آپ نے جانی دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ جس سے متاثر ہو کر بہتوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلامی مساوات کے ضمن میں آپ نے زید بن حارث کی مثال پیش فرمائی کہ کس طرح آنحضرت صلعم نے اس غلام کو اپنی پھوپھی زاد بہن کے عقد میں دے دیا۔ توکل علی اللہ کے ضمن میں آپ نے غار ثور کا واقعہ بیان کیا کہ دشمن سر پر موجود ہے حضرت صدیق اکبر تشویش کا اظہار کرتے ہیں مگر آپ فرماتے ہیں لاتحزن ان اللہ معنا چنانچہ دشمن مایوس ہو کر واپس چلا جاتا ہے عورتوں کے حقوق کے متعلق آپ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کے لئے کیا کیا؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے آج سے چودہ سو سال قبل کے عرب کی حالت پر غور کرنا چاہیئے جبکہ عورتیں وراثت میں بانٹی جاتی تھیں اور لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی تھیں۔ حضرت رسول اکرم

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۷ء

موجودہ وقت میں "خلیفۃ المسلمین" اور اس کا دائرہ عمل

امریکی رسالہ مسلم ورلڈ کے حوالہ سے مولانا دریابادی صاحب نے ایک مستشرق کا ایک سوال نقل کیا ہے جو اس نے مسلمانوں سے دریافت کیا۔ یہ سوال موجودہ وقت میں خلیفۃ المسلمین کی پوزیشن اور اس کے دائرہ عمل سے تعلق رکھتا ہے۔ ہفت روزہ صدق جدید میں امریکی مستشرق کا سوال ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"خلافت کا تو خیر خاتمہ ہی اتاترک نے کر دیا۔ لیکن بالفرض یہ ادارہ اب تک قائم ہوتا اور کوئی نہ کوئی نام کا خلیفۃ المسلمین آج تک موجود ہوتا تو فرمایئے کہ اب اس کا دائرہ عمل کیا ہوتا۔ خلافت کے معنے تو رسول کی جانشینی کے تھے، دینی اور دنیوی دونوں حیثیت سے اور جب تک ایک امر غیر منقسم رہی، خلفائے راشدین نے اس جانشینی کو ادا کر دیا۔ یعنی دینیات کی امامت بھی انہیں نے کی اور حربیات اور سیاسیات کی بھی۔ لیکن جب امت متفرق اور منتشر ہو گئی، اور یورپ اور ایشیا کے ملکوں ملکوں میں بٹ گئی کروڑوں مسلمان متعدد حکومتوں کی رعایا بن گئے تو اب کیا صورت باقی رہ گئی۔ اور کوئی خلیفہ ان کی دینی دنیوی دو حیثیتوں سے راہنمائی کر سکے؟ اب ان کی ملکی و سیاسی و مہاتی خلیفہ کے لئے ممکن کیونکر ہے؟"

(صدق جدید لکھنؤ ۳۱؍۱۹۶۷ء)

قبل اس کے کہ ہم اس سوال کا تفصیلی جائزہ لیں یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی خلافت ہمیشہ ہی مفکرین کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہے۔ یہ مفکرین مغرب کے ہوں یا مشرق کے جو بھی اس مسئلہ پر غور و فکر کرتا ہے وہ ایک نقطہ پر آ کر رک جاتا ہے اب غور کا مقام ہے کہ اگر یہ ایک ذہنی امر ہے

جیسا کہ زیر نظر سوال میں قرار دیا گیا ہے اور موجودہ یا آئندہ زمانہ میں عملی طور پر خلافت اسلامی کے قیام کا کوئی امکان نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ ہمیں اور آپ کو اس مسئلہ پر دماغ سوزی کی کیا ضرورت ہے کیوں نہ سیدھا جواب دے کر معاملہ ختم کر دیا جائے کہ جناب! اسلام کے عہد اول میں تو خلافت کا قیام عمل میں آیا ہے جس کے ابتدائی دور کو خلافت راشدہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے بعد نام کے خلفاء رہے اور ان کا خاتمہ بھی بروایت صدق جدید کمال اتاترک نے کر دیا۔ اب نہ یہ مسند رہی ہے اور نہ کسی مسند نشین کا انتظار باقی ہے پھر اس کے دائرہ عمل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لیکن تعجب کا مقام ہے کہ کشش برابر ہوتی چلی آ رہی ہے اور اسلامی خلافت کا مسئلہ وقتاً فوقتاً مفکرین کی توجہ کا مرکز بنتا چلا آ رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

کرنا تو نے یا نہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے "خلافت کا وجود" محض فرضی بلکہ فی الواقع ملت اسلامیہ کے جسم کے لئے بمنزلہ روح کے ہے اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کا تعلق زندہ خدا سے ہے اسی خدا نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے۔ وہ اپنی اس ذمہ داری کو نہ نظر انداز کر سکتا ہے اور نہ بھول سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ افراد امت اس نعمت کو عملی طور پر دھکے دے رہے ہیں ایک وقت تک تو اس کے منتظر رہے اور اب حال یہ ہے کہ یاس و قنوطیت ان پر غالب آ گئی۔ اور اب سرے سے اس کی ضرورت سے ہی انکار کرنے لگے ہیں۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافت سلفہ کے محروم ہو کر اسلام اور مسلمانوں پر جس قسم کے حالات آئے یہ سب کچھ وہی خدا کی حکمت کاملہ کے تحت عمل میں آیا اور ان پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوا جو حضرت مقدس بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے علم پاکر قبل از وقت بتا دی تھیں۔ آپ نے جہاں اسلام پر ایسے تنزل

اور انتشار و ادبار کے دور آنے کی خبر دی اور مسلمانوں کے خستہ حال ہو جانے کی پریشان کن خبریں سنائیں وہاں آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اسلام کے روشن مستقبل کی بھی خبر دیتے ہوئے فرما دیا تھا کہ مسلمانوں کے اس انتہائی دور تنزل کے بعد پھر سے خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی۔ گویا زیر نظر سوال میں جس خلافت کے قیام کو فرضی قرار دے کر خلیفۃ المسلمین کے دائرہ عمل کے بارہ میں دریافت کیا گیا ہے بموجب اخبار نبوی ضرور بالضرور قائم ہونے والی ہے۔ اور اس مبارک مسند پر متمکن ہونے والے وجود کا دائرہ عمل بھی انہی خطوط پر معرض ظہور میں آنا مقدر ہے جو خلافت کو قائم کرنے والے خدا نے مقرر فرما رکھے۔

الغرض یہ تو سوال کا مجمل جواب ہے

اب ہم اس بارہ میں اپنے نقطہ نظر کو ذرا تفصیل کے ساتھ مع دلائل بیان کرنا چاہتے ہیں۔ بات کچھ لمبی ہو گی لیکن جو شخص اس کو بنظر امعان مطالعہ کرے گا امید ہے کہ اس کو صداقت کی بہت سی ایسی باتیں نظر مل جائیں گی جو ذرا اور بصیرت پیدا کرنے کا موجب ہوں گی۔ انشاء اللہ وباللہ التوفیق۔

ہم اوپر اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں امت مسلمہ جس قسم کے حالات میں سے اس وقت گزر رہی ہے ضرور تھا کہ امت ایسے حالات سے گزرتی تا الٰہی نوشتے پورے ہوتے۔ قرآن کریم میں اس بات کے واضح اشارے موجود ہیں اور احادیث میں تو پوری تفصیل کے ساتھ اس زمانہ کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے

جو شخص بھی اس بارہ میں عقلی بالطبع ہو کر غور کرتا اور واقعات کی روشنی میں الٹا حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مثلاً

— قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (فرقان)

یعنی ایک وقت آئے گا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو متروک کی طرح کر دیا!!

اب اس پیشگوئی کو ذہن میں رکھ کر دیکھئے کہ مشرق آبادیوں میں لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جو عملی حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کی اس بے دینی کی حالت کی اصل وجہ قرآن کریم سے ان کی بے اعتنائی اور لاپرواہی ہے۔ چنانچہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو پہلے بزرگوں کے مقابل پر ملزم قرار دیتے ہوئے صاف کہا ہے ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی اس حقیقت کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا ہے ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

— پھر عمومی طور پر امت کے بگڑ جانے فساد اور بگاڑ میں یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلنے جانے کے مقابل پر ۷۳ فرقوں میں بٹ جانے یعنی کہ

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

قادیان میں حضرت بابا غلام محمد صاحب صحابی درویش کی وفات

قادیان ۲۰ اپریل۔ افسوس آج ۱/۲ ۲ بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور مخلص درویش بزرگ حضرت بابا غلام محمد صاحب سیالکوٹی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ گاہ میں درویشان کرام کی بھاری تعداد سمیت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ چونکہ آپ موصی تھے اس لئے آپ کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے دعا کرائی۔

مرحوم بابا غلام محمد صاحب بہت نیک، جوشیلے مخلص بزرگ تھے۔ دعا گو، تہجد گزار اور صوم و صلوٰۃ نیز سنت نبوی کے بڑے ہی پابند تھے سلسلہ کی ہر مالی تحریک پر خلوص اور محبت کے ساتھ لبیک کہتے اور اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیتے، درویشی کا زمانہ بڑے ہی صبر، سکون اور اخلاص سے گزارا۔ مرحوم کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کے بھتیجے مولوی غلام نبی صاحب بھی قادیان میں بطور درویش مع اہل و عیال قیام پذیر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور آپ کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خطبہ عیدالاضحیہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل نے خاندانی وقف کی عظیم قربانی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کی

اس قربانی کی غرض یہ تھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو قوم آپ کی آواز پر لبیک کہنے کیلئے تیار ہو

اور

ان ذمہ واریوں کو ادا کرسکے جو اسلام کی طرف سے اس پر عائد کی جانے والی تھیں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ر مارچ ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جمعہ کے دو خطبوں میں میں نے بطور تمہید کے اپنی بہنوں کو مخاطب کیا تھا۔ آج میں اپنے

اصل مضمون کی طرف آتا ہوں

آج کا دن جو قربانیوں کی عید کا دن ہے۔ اسے میں نے اس مضمون کے شروع کرنے کے لئے اس لئے منتخب کیا ہے کہ میرے مضمون کی ابتداء وقف ابراہیمی سے ہی ہوتی ہے ایک تو مضمون کافی لمبا ہے اور کئی خطبوں میں غالباً ختم ہوگا۔ دوسرے آج کے موسم کا یہ تقاضا ہے کہ اس مضمون کا بالکل ابتدائی حصہ اختصار کے ساتھ آج یہاں بیان کیا جائے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

خانہ کعبہ کی بنیاد

کم و بیش اٹھارہ ہیں مقاصد اور اغراض کے پیش نظر رکھی گئی تھی اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان مقاصد کا حصول حقیقۃً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتا تھا لیکن بعثت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تیاری کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وقف کا مطالبہ کیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذمہ جو کام کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اس لمبے عرصہ میں ایک تو بیت اللہ کی آبادی کا انتظام کریں۔ اس کی صفائی کا خیال رکھیں۔ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے جو لوگ آئیں ان کی خدمت کریں۔ اور جیسا کہ طہّرا الخ کے حکم سے ظاہر ہے

سب سے اہم فریضہ

اس خاندانی وقف کا یہ تھا کہ وہ یہ ساری تیاری کریں اس نبیؐ اور اس نبیؐ کی امت کے لئے جو نماز کو اس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرے گی کہ اس میں قیام بھی ہوگا اس میں رکوع بھی ہوگا اور اس میں سجدہ بھی ہوگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا تھا کہ تمہارے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی بنیادیں جو اٹھائی جا رہی ہیں اور جو اٹھائی جا رہی ہیں۔ ان کا مقصد یہ نہیں کہ وہ تمام اغراض تمہارے ذریعہ تمہارے خاندان کے ذریعہ سے حاصل کئے جائیں گے جن اغراض کے لئے خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ دنیا میں قائم کر رہا ہے بلکہ تمہارے ذمہ یہ بات ہے کہ تم اس نبی اکرم صلعم کے استقبال کے لئے ابھی سے تیاری کرو۔ اور جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوں تو تمہاری کوششوں کے ذریعہ تمہارے نمونہ کی وجہ سے تمہارے خاندان میں وقف کا جو سلسلہ جاری ہو اس کے نتیجہ میں قوم کے اندر وہ تمام استعدادیں پیدا ہو جائیں۔ جن کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن کی کامیابی کے لئے ضرورت ہے تو اڑھائی ہزار سال تک

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو اس لئے تیار کیا تھا

کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پروں کے نیچے آ کر آپکی تربیت میں آپ کی قوت قدسیہ سے فیض حاصل کرنے کے بعد وہ قوم بنے جو اللہ تعالیٰ انہیں بنانا چاہتا تھا لیکن

ان میں قبول تربیت کی قوت اور استعداد پیدا کرنے کے لئے اس قوم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان کو وقف کرایا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ کامل اور حقیقی نشو و نما کے بغیر خالی استعداد کوئی کام نہیں کرتی۔ بہت سے بڑے اچھے سائنس دان ہوتے ہیں اپنی استعداد کے لحاظ سے لیکن اپنے ماحول کے نتیجہ میں وہ بالکل ان پڑھ اور جاہل رہ جاتے ہیں تربیت ان کی نہیں ہو سکتی تعلیم کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ تو کسی مقصد کے حصول کے لئے اگر ایک آدمی یا ایک قوم کی ضرورت ہو تو دو چیزوں کا اس فردِ واحد یا اس قوم میں پایا جانا ضروری ہے۔ ایک استعداد کا اور ایک اس استعداد کی صحیح تربیت اور اس سے کام لینے کا۔ پس استعداد پیدا کرنے کا کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا گیا تھا۔ اور اس کے لئے قرآن کریم نے وضاحت سے بیان کیا ہے کہ ان کو کہا گیا تھا کہ اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دو

ایک عظیم قربانی

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل سے لی لیکن اس قربانی کی غرض یہ تھی کہ جس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل جس نے بعد میں عرب میں آباد ہونا تھا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول

؎ مطبوعہ بدر ۱۳ و ۲۰ ر اپریل ۱۹۶۷ء

کرنے کے لئے تیار ہو اور ان قربانیوں کے دینے کے لئے تیار ہو جن کا اسلام نے ان سے مطالبہ کرنا تھا۔ اڑھائی ہزار سالہ تربیت کے نتیجہ میں عرب کے اندر یہ استعداد پیدا ہو گئی تھی جس طرح لکڑی کے اندر آگ چھپی ہوئی ہوتی ہے اور جب دیا سلائی دکھائی جائے تو وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے اسی طرح یا جس طرح ایٹم کے اندر بہت بڑی طاقت موجود ہوتی ہے لیکن ایک خاص میکنزم کے ذریعہ سے اس طاقت کو جو چھپی ہوئی ہوتی ہے ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح

عرب کی قوم اڑھائی ہزار سالہ تربیت

کے نتیجہ میں ان ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے تیار ہو چکی تھی جو ذمہ داریاں محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے سب سے پہلے اس قوم پر ڈالنی تھیں اسلام تمام عالمین کے لئے دستور ہدایت دنیا کی طرف بھیجا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اسلام اور قرآن کریم کے پہلے مخاطب عرب تھے اور اگر عرب اس قدر مستعد نہ ہوتے۔ ان کے اندر یہ استعداد اور طاقت پیدا نہ ہو چکی ہوتی تو پھر اسلام کا غلبہ ممکن نہ ہوتا کیونکہ پہلے مخاطب (یعنی قوم عرب) ناکام ہو جاتے اور بڑا انتشار دنیا میں پیدا ہو جاتا۔ تو ضروری تھا کہ ایک قوم کی قوم کو ان ذمہ داریوں کے نباہنے کے لئے تیار کیا جاتا۔ اور اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وقف کے لئے کہا گیا اور آپ نے وقف کیا خود کو بھی، اپنے بیٹے اور نسل کو بھی اور ان کے سپرد جو کام کیا گیا وہ یہ تھا کہ طہرا بیتی للطائفین میرے اس گھر کو ظاہری اور باطنی پاکیزگی سے معمور رکھو دوسرے یہ کہ دعائیں کرو کہ

ربّنا تقبّل منّا

اے خدا ہم خوشی کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ تیری رضا کے حصول کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں لیکن جب تک تیرا فضل شامل حال نہ ہو ہماری یہ قربانی قبول نہیں ہو سکتی اس لئے اب فضل فرما۔

تقبّل منّا

ہماری اس قربانی کو قبول کر لے۔ پھر اپنی نسل کے لئے دعا کرتے رہو۔

ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک

کہ جب وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو میری یہ ذریت اور نسل آپ کو مان لے اور قبول کرے اور ان ذمہ داریوں کو نباہنے کے لئے تیار ہو جائے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ ان کے کندھوں پر ڈالیں۔ ان کو امت مسلمہ بنا دیو۔ اس وقت ان سے کوئی غفلت کوئی غلطی یا کوتاہی سرزد نہ ہو۔

پھر اس خاندان نے

اتنا شاندار نمونہ دکھایا ہے

کہ اگر اس اڑھائی ہزار سالہ تاریخ پہ آپ نگاہ ڈالیں تو اس میں سے کم ہی خاندان ایسے ہوں گے جو عرب سے باہر نکلے ہوں حالانکہ ان کی [illegible] میں بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں اور وہ بڑے ذہین لوگ تھے اور بڑی فراست اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی تھی اور قربانی کرنے والے فطرتاً لیڈر ہوتے ہیں اور قیادت کی استعداد ان کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ ان بادشاہوں کے دربار میں جاتے تو بڑے بڑے دنیوی فائدے اٹھا لیتے لیکن صرف اکا دکا عرب باہر نکلے اور انہوں نے بھی اپنا تعلق مکہ سے قائم رکھا ہے تو لگاتار اڑھائی ہزار سال تک [illegible] دیتے چلے جانا نسلاً بعد نسل کوئی معمولی چیز نہیں ہے اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بڑی ہی قربانیاں دینی پڑیں اپنے ماحول کو مطہر پاک اور مصفّا بنانے کے لئے اور بڑی ہی دعائیں کرنی پڑیں اپنے رب کے حضور۔ اگر وہ دعائیں نہ ہوتیں تو یہ قوم اس قسم کی تربیت حاصل نہ کر سکتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان سے قربانی تھی ایک بے آب وگیاہ مقام کے اوپر آباد ہو جانے کی۔ دنیا سے تمام علائق کو توڑ دینے کی۔ اور ان کے ذمہ لگایا گیا تھا کہ بیت اللہ کی صفائی اور پاکیزگی اور طہارت کا بھی یہ انتظام کرو۔ کیونکہ میں رب العالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی طرف مبعوث کرنے والا ہوں اور اپنے خاندان میں یہ وصیت کرتے چلے جاؤ کہ وہ بھی وقف کے اس سبق کو بھولیں نہ اور ساری قوم کوشش میں لگی رہے اس بات کے لئے کہ

آئندہ نسلیں بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں

اور ذمہ داری صرف یہ تھی خانہ کعبہ کی حفاظت اس کی پاکیزگی کا انتظام کرنا۔ جو لوگ خانہ کعبہ میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خدائے واحد کی عبادت کے لئے ان کی خدمت میں لگے رہنا اور اس میں اپنا فخر سمجھنا اور اس طرح ایک روحانی خاندان اور پھر قوم کو تیار کر دینا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے خود رہنمائی کرنے [illegible] چونکہ استعداد کے باوجود بھی ناکامی ہو جاتی ہے اس لئے اڑھائی ہزار سال تک اللہ تعالیٰ نے یہ دعا کروائی اس خاندان اور اس قوم سے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو یہ وہ خاندان (جو ایک قوم بن گیا تھا اس لمبے زمانہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو سن کر اس پر لبیک کہیں۔ چنانچہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ہے تو اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے ایک ایسا دور بھی آپ کی زندگی میں پیدا کیا جو خالصۃً قربانی کا دور تھا تک زندگی جس کا ایک ایک سانس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان سانسوں کے مقابل میں تھا بلکہ ان سے بھی بڑھ کر تھا جب آپ کے جلانے کیلئے آگ کو تیار کیا گیا تھا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے اس زمانہ سے زیادہ شاندار تھا جب اس وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ دیئے گئے تھے وہ ایک طرح کی موت تھی جو ان کے سامنے تھی۔ گو انہیں اس موت کا احساس نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو احساس بھی تھا اور دوسرا احساس یہ تھا۔ ایک تو اپنی قوم کی ایذائیں یعنی مصیبت تو خدا کیلئے خدا کے بندے برداشت کرتے ہی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ قربانی اتنی نہیں تھی جتنی یہ قربانی تھی کہ آپ دیکھ رہے تھے کہ جس قوم کی ہدایت اور جس دنیا کی راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے وہ مجھے ٹھکرا رہی ہے کیا بنے گا اس قوم کا اور کیا بنے گا دنیا کا اگر یہ باز نہ آئے اپنی حرکات سے یہ سوچ کر آپ کے دل اور آپ کی روح نے جو قربانی دی ہے اس کا مقابلہ کوئی اور قربانی نہیں کر سکتی۔ لیکن اس کے بعد یکدم حالات نے پلٹا کھایا اور وہی جو آپ کے دشمن تھے آپ کے دوست بنے آپ کے فدائی بنے آپ کے ذرا ذرا سے اشارہ پر اپنی جانوں کو قربان کرنے والے بنے اسلام کی خاطر انہوں نے گھر اور اپنے علاقہ کو چھوڑ کر ساری دنیا میں پھیل گئے خدائے واحد کا نام دنیا میں پھیلانے والے بنے دنیا میں ایسی قربانی دینے والے بنے کہ جن قربانیوں کی مثال پہلے کسی نبی کی امت میں نہیں ملتی یہ استعداد جو اس قوم میں پیدا ہوئی کہ جب تک سوئی رہی فتنہ غلبہ کا باعث اور جب بیدار ہوئی تو اتنی شاندار قربانیاں دینے والی کہ جو بے مثل ہیں یہ ان ابراہیمی دعاؤں کا نتیجہ تھا اور ابراہیم علیہ السلام کو اور ان کے خاندان کو جب وقف میں لیا گیا تو ان کے ذمہ ڈیوٹی یہی تھی کام یہی تھا کہ تم نسلاً بعد نسل قریباً اڑھائی ہزار سال تک اس دعا میں لگے رہو کہ تمہاری قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور اسلام کی ذمہ داریوں کو نباہنے والی ہو۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے

خانہ کعبہ کی بنیاد کے جو مقاصد تھے

وہ کم و بیش اٹھارہ ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائے ہیں اور ان مقاصد کو پورا کرنے والے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اگلے خطبوں میں میں انشاء اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تفصیل سے یہ مضمون بیان کروں گا۔ (باقی صفحہ ۵ کالم ۳ کے نیچے)

قسط ۱

جلسہ سالانہ قادیان بابت ۱۹۶۶ء کی روح پرور تقریر

ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

ذیل کا روح پرور مضمون محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نے تیار فرمایا اور امسال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر شعبہ اجلاس میں مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے پڑھ کر سنایا۔ — احباب کے استفادہ کے لئے اسے ذیل میں قسط وار درج کیا جاتا ہے۔ —— (ایڈیٹر)

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں آکر اپنی بابرکات اور عمل سے دنیا کے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچتے ہیں۔ ان کے اقوال و اعمال میں ایک مقناطیسی جذب و کشش ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے اخلاق کا کامل نمونہ و مجسمہ ہوتے ہیں۔ وہ نمونہ سے لوگوں کے اندر ایک فعال روح پھونک دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے ان میں ایک انقلاب برپا کر جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر عرب کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ایسا اثر چھوڑا کہ دنیا اسے دیکھ کر حیران ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں عرب کی کایا پلٹ دی۔ اور صدیوں کے مردوں میں جان ڈال دی۔ آپ نے حیوانوں کو انسان بنا دیا۔ اور بت پرستی اور شرک و انسان پرستی کا قلع قمع کر کے دنیا میں کامل توحید کا پرچم لہرایا۔ اور اعلیٰ اخلاق و روحانیت کا دریا بہا دیا کہ زوالِ اسلام کے باوجود اس کا اثر آج بھی غیر متعصب محققین محسوس کرتے اور برملا اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ زوالِ اسلام کے

بعد پھر خدا تعالیٰ نے از سرِ نو بانیٔ اسلام علیہ السلام کا کامل نمونہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح ثانی کے وجود میں دنیا میں بھیجا اور دیکھنے والوں نے آپ کو دیکھا اور اخلاق و روحانی نمونہ آپ سے حاصل کیا۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ اہلِ دنیا میں بسر کیا اور اپنے کلام اور اخلاقی و روحانی کامل نمونہ سے ان کے دلوں کو گرمایا اور ان پر اپنا ایک غیر معمولی اثر چھوڑا۔ ایسا اثر جس نے دیکھنے والوں کو خدا تعالیٰ کی محبت میں مست و فنا کر دیا وہ اثر باوجود ایک لمبا زمانہ گزر جانے کے اب بھی دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ وہ اثر ایسا ہے کہ جس کی یاد آج بھی دلوں کو تڑپا دیتی ہے۔ آپ کے اقوال و تحریرات و نمونہ دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ اور دنیا کے کناروں تک اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ اور حق پسند دل آپ کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں جن لوگوں نے آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہی اس اصل حقیقت کو جانتے ہیں۔ آپ کی یاد ان کے دلوں میں رقت پیدا کر دیتی اور آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آتی ہیں۔ ہم میں سے جس نے بھی آپ کو قریب سے دیکھا اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا اسے موقع ملا ہے وہ اس زمانہ کی یاد سے تڑپ اٹھتا ہے اور اس کا دل برداشت سے باہر ہو جاتا ہے وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ کے زمانہ اور صحبت نے دلوں پر ایسا اثر کیا ہے کہ اس کی مثال دوسروں میں ملنی محال ہے۔ حضرت منشی محمد اروڑا صاحب جو آپ کے اخص مریدین و سابقین میں سے تھے ان کا واقعہ ہے کہ جب مسٹر (؟) اے سیکرٹری آل انڈیا کریسچن ایسوسی ایشن نے حضور کی وفات کے بعد قادیان کی مسجد مبارک میں ان سے مل کر یہ سوال دریافت کیا کہ

آپ نے حضرت مرزا صاحب کو کس بنا پر قبول کیا ہے تو انہوں نے نہایت سادگی سے جواب دیا کہ میں حضرت مرزا صاحب کو ان کے دعوے سے پہلے کا جانتا تھا میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا ان کا نور اور ان کی مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے ان کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو ان کے منہ کے بھوکے تھے۔ یہ کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں بے چین ہو گئے اور بے قرار ہو کر وہ بچہ کی طرح زار زار پھوٹ پھوٹ کر اس طرح رونے لگے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتے تھے یہ حالت ان کی کچھ دیر تک جاری رہی۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب سخت حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ بات یہی تھی کہ حضور کی یاد نے ان کو تڑپا دیا تھا اور وہ اس یاد کی وجہ سے اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کا آپ کے ملنے والوں پر کس قدر گہرا اثر تھا یہ اثر کسی بناوٹی یا جھوٹے انسان کا کبھی نہیں ہو سکتا مسٹر والٹر صاحب ایم۔ اے نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں تحریر کیا ہے کہ:-

"یہ بات ہر طرح ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے ان کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابلِ تحسین ہے صرف ایک مقناطیسی جذب اور دلکش اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا ہے جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کے لئے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے

جن بڑا نے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحب کے ذاتی اثر و جذب اور مقناطیسی شخصیت کو پیش کیا ...... میں نے ۱۹۱۶ء قادیان جا کر ایک ایسی جماعت دیکھی جس میں مذہب کے لئے وہ سچا اور زبردست جوش موجود تھا جو ہندوستان کے عام مسلمانوں میں آج کل مفقود ہے قادیان میں جا کر انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک مسلمان کو محبت اور ایمان کی وہ روح جسے وہ عام مسلمانوں میں بے سود تلاش کرتا ہے احمد کی جماعت میں بافراط ملے گی۔"

نیز یہ بھی لکھا کہ:-

"مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے اسے ہم دھوکہ باز ہرگز نہیں کہہ سکتے۔"

آپ دنیا کیلئے جامع و کامل نمونہ تھے۔ ذاتی فضائل و خصائل اور اخلاق و عادات اور سیرت کے لحاظ سے بے نظیر انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔ اس نے یہ چاہا کہ انسانوں میں سے ایک انسان اس کی صفات کا کامل و جامع مظہر و نمونہ ہو اس کے لئے اول اس نے ابتدائی مظہر و نمونے پیشوایانِ مذاہب کی صورت میں وقتاً فوقتاً دنیا کی راہنمائی کے لئے بھیجے وہ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر و نمونے تھے وہاں وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے بعض بعض صفات میں خاص طور پر نمونہ تھے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی جملہ صفات کا کامل و جامع نمونہ حضرت بانیٔ اسلام علیہ السلام کے وجود میں پیدا کیا تا آپ ساری دنیا کیلئے سابقہ پیشوایان سے بڑھ کر نمونہ ہوں اور وہ آپ کے نمونہ کو دیکھ کر نمونہ ہوں اور وہ آپ کے نمونہ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی صفات و اخلاق میں رنگین ہو کر اس کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر دنیا نے اپنی نادانی سے اس کامل ہمسفر و محسن اعظم کو نہ صرف شناخت ہی نہ کیا بلکہ اسے اپنا مخالف سمجھ کر اس سے عداوت کا اظہار کر کے اس سے محروم رہی۔

اب اللہ تعالیٰ نے ان کا کامل نمونہ

(بقیہ صفحہ ۱۰) اور پھر اس مقام تک پہنچ سکا جس کی طرف میں پہلے اشارۃً ذکر کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑے اہم معاملہ کی طرف میری توجہ کو پھیرا ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ میں آپ دوستوں کے سامنے اس کو بیان کروں اور آپ کا بھی فرض ہوگا کہ آپ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال کر خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے وہ عظیم جدوجہد اور قربانی خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا رہا ہے اور جس کے نمونے آپ کے سامنے ہیں جن میں ایک نمونہ کی طرف آج میں نے اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یقیناً اس زمانہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے وجود میں یہ کر پھر دنیا کو موقع دیا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہو کر اس سے تعلق پیدا کریں اور اپنی زندگی کامیاب بنائیں۔ آپ کے وجود میں بھی صفات و اخلاق حسنہ اور روحانیت جلوہ گر ہے جو حضرت بانی اسلام علیہ السلام میں موجود تھی۔ پس یہ موجودہ زمانہ کے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کھینچ کر کے آپ کے ایک کامل مثیل کے ذریعہ سے ان کو اپنی طرف کھینچنا چاہا ہے۔ اس وقت میں آپ کی سیرت سے بعض چیدہ چیدہ واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں قبل اس کے کہ میں وہ واقعات بیان کروں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کی ظاہری شکل و صورت ایسی وجیہہ اور دلکش تھی کہ دیکھنے والے مسحور ہو جاتے تھے اور اس پر آپ کے اخلاق حسنہ سونے پر سہاگہ تھے۔ یہ دو ایسی چیزیں تھیں ظاہری شکل و صورت اور وقار اور روحانی و اخلاقی اقدار دوسرے کے دل پر گہرا اثر کرتے تھے اور آپ کی جذب و مقناطیسی کشش کا باعث یہی چیزیں ہیں۔ —— (باقی)

چاہئے کہ چاہیئے کہ ان واقعات کو نظر کے سامنے رکھیں اور علماؤں کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں بلکہ خود براہ راست سلسلہ کی تعلیمات سے واقفیت پیدا کریں۔ احمدیوں سے قریبی تعلق پیدا کر کے ان کے عقائد و اعمال کا جائزہ لیں۔ اگر انہیں اسلام کے مطابق پائیں تو قبول کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کریں یا اگر قبول نہ کریں تو ان کی مرضی مگر خواہ مخواہ کی مخالفت کرنی اچھی نہیں ان لوگوں نے مخالفت کر کے دیکھ لیا کہ نتیجہ انکے خلاف نکلا۔ اگر پہلے سورو میں ایک نوجوان نے احمدیت قبول کی تھی اور اس کو گھر بار اور کاروبار سے نکال دیا گیا تو اس کے بعد کئی نوجوانوں نے قبول کیا اور آج بفضلہ تعالیٰ ایک فعال جماعت بن گئی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں سیدان مباہلہ کے متصل ایک مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ملاحظہ ہو سور آپ یہ ایک شخص خود آیا اور ہمارے جلسہ میں شریک ہوا اُس نے ہماری باتیں سنیں اور احمدیت کو قبول کیا آج انکا شدید مخالفت کی جا رہی ہے اور اس پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے مگر اس سے کچھ حاصل نہ ہو گا اور یہ سلسلہ بڑھیگا اور ترقی کرےگا کوئی نہیں جو اسے روک سکے یہ خدائی تقدیر ہے جو پوری ہو کر رہیگی مبارک ہیں وہ لوگ جو قریب آ کر احمدیت کی تعلیم اور احمدیوں کے اخلاق اور اعمال کو دیکھیں اور صداقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ سورو کے نوجوانوں کے اعمال انکے سامنے ہیں کہ ✻

بھدرک وسورو (اڑیسہ) میں دو کامیاب جلسے!

پُر لطف تقاریر اور دو بیعتیں

رپورٹ مرسلہ محمد ہارون الرشید صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ بھدرک

بھدرک میں جلسہ

۱۰ اپریل ۱۹۷۶ء بعد از نماز مغرب بھدرک میں ایک تبلیغی جلسہ زیر صدارت مولانا شریف احمد صاحب امینی منعقد ہوا۔ جس میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی مرد اور عورتیں بھی شریک ہوئے۔ مائک کا انتظام تھا۔ سب سے پہلے مولوی سید حسام الدین صاحب سونگڑہ وی نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ بعدہٗ ایک غیر احمدی نوجوان نے جو بمبئی کا باشندہ ہے اور بسلسلہ تجارت بھدرک آیا ہوا تھا نہایت خوش الحانی سے نعت پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی احمدیہ مشنری نے موجودہ زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار کے متعلق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی وضاحت فرماتے ہوئے سامعین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ زمانہ متقاضی ہے کہ کوئی مصلح ظاہر ہو اور حضور اکرمؐ کی پیشگوئیاں نشاندہی کر رہی ہیں کہ یہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور کا ہے اور پھر آپ نے مختلف دلائل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ موعود مصلح اور موعود مہدی اور مسیح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

بالآخر مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں مختلف پارٹیاں آپس کے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یونائیٹڈ فرنٹ (United Front) بنا کر ایک اہم مشترکہ پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے لئے کوشش کر رہی ہیں لیکن آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت احسن پیرایہ میں اہل کتاب کو ایک مشترکہ پروگرام کی دعوت عمل دی تھی۔ آپ نے اہل کتاب سے کہا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان کئی اختلافات ہیں لیکن اس کے باوجود ہم اور تم اس ایک امر میں ضرور متفق ہیں کہ خدا واحد لاشریک ہے اور وہی اس لائق ہے کہ صرف اور صرف اسی کی عبادت کی جائے پس آؤ تم اور ہم مل کر اس توحید باری تعالیٰ پر پورے طور سے عمل پیرا ہوں اور دوسروں میں اس کی اشاعت کریں۔ ہم بھی اسی سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے غیر احمدی مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ ہمارے غیر احمدی بھائی فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے تبلیغ اسلام کے مشترکہ پروگرام میں ہم احمدیوں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اور دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ انہیں چاہیئے کہ علماؤں کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہو کر احمدیوں کو قریب سے ہو کر دیکھیں کہ اُن کا عمل عین اسلام کے مطابق ہے یا اس کے مخالف۔ اگر وہ لوگ احمدیوں کو اسلام اور نبیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا فدائی پائیں تو اُن کے ساتھ مل کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں۔ اور خدا اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں۔ یہ تقریر تقریباً ۱½ گھنٹہ جاری رہی۔ تقریر کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ معزز غیر احمدی بہت متاثر ہوئے جلسہ دعا پر برخاست ہوا۔

شیخ انیس الدین نامی ایک غیر احمدی نے جناب مولانا صاحب کے پاس آ کر بیعت فارم پُر کر کے داخل سلسلہ ہوئے اور پھر دوسرے دن صبح کو اُن کی اہلیہ صاحبہ نے بیعت فارم پُر کر کے مولانا موصوف کی خدمت میں پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

سورو میں جلسہ

مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء بعد از نماز مغرب سورو میں ایک تبلیغی جلسہ زیر صدارت مولانا شریف احمد صاحب امینی منعقد ہوا میاں حفیظ اللہ صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ بعدہٗ میاں عبد الحکیم خاں نے چند نعتیں اور میاں جلال الدین صاحب نے ارتمین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار دو چند اشعار پڑھ کر سنائے

اس کے بعد مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی احمدیہ مشنری نے آیت "یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون" تلاوت کر کے بتایا کہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مامورین اور مرسلین کی مخالفت ہوتی چلی آ رہی ہے جس پر اللہ پاک نے اس آیت کریمہ میں افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے طائف اور ہجرت کے واقعات پیش کر کے بتایا کہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح شدید مخالفت کی گئی۔ اور آپ کے متبعین کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ پس اس زمانے کے مامور و مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی مخالفت کی گئی تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ علماء کے جھوٹے پروپیگنڈے اور مخالفت کی پرواہ کر کے خود غور و فکر سے کام لیں اور احمدیت کی تعلیم سے براہ راست واقفیت حاصل کر کے اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں

بالآخر مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ قوموں کا یہ دستور رہا ہے کہ کسی خوشی کے موقع کی یاد میں اپنا سال شروع کرتے ہیں۔ مثلاً کسی کی پیدائش یا فتح کی تقریب سے اپنا سال شروع کرتے ہیں مگر برعکس اس کے اسلامی سال حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے واقعہ سے شروع کرتے ہیں جو ایک نہایت دردناک اور المناک واقعہ ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی قوم نے اپنے پیارے وطن سے نکلنے پر مجبور کیا۔ اسی طرح ہمارا اسال محرم کے مہینہ سے شروع ہوتا ہے جس میں کربلا کا دردناک واقعہ پیش آیا تھا۔ جبکہ یزید کے لشکر نے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے تمام مردوں کو سوائے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جو بیمار و بیکس تھے بھوکا اور پیاسا تہ تیغ کر ڈالا۔ پس ہمارا یہ مہینہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ خدا کے پیاروں کا استقبال کبھی بھی پھولوں کے ہار وغیرہ سے نہیں کیا گیا بلکہ مخالفین نے اُن پر پتھر برسائے۔ ہمارے غیر احمدی بھائیوں کو ملاحظہ

ہمارے ... دینی حالت کس طرح دن بدن ترقی کر رہی ہے اور وہ نماز روزہ اور اسلامی شعار کی پابندی میں سرگرم ہیں۔ ہمیں ان نوجوانوں کے عملی نمونہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور حضرت مصلح موعودؓ کے دیرینہ طبی خادم

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں یہ افسوسناک خبر دی جا چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی، اسلام و احمدیت کے فدائی اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دیرینہ طبی خادم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۷ء بعمر ۸۱ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۴ اپریل کو بعد نماز جمعہ نماز جنازہ پڑھائی اور بعد نماز عشاء مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اُن خاص اور فدائی بزرگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ساری زندگی خدمتِ سلسلہ میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کا آبائی وطن پٹیالہ تھا۔ آپ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے ۱۸۹۸ء میں جبکہ آپ کی عمر بارہ سال کی تھی اپنے دادا حضرت مولا بخش صاحبؓ اور والد حضرت رحیم بخش صاحبؓ کی معیت میں حضرت مولوی عبد القادر صاحب جمالپوریؓ کے ہاتھ پر جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اپنے ہاتھ پر بیعت لینے کی اجازت تھی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ کو یہ شوق پیدا ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حضور سے بیعت قبول کئے جانے کی سند حاصل کی جائے۔ لہٰذا ۱۹۰۲ء میں آپ نے اپنے ساتھی طالب علموں کی معیت میں پٹیالہ سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کی درخواست بھیجی آپ کی یہ خواہش پوری ہوئی ۱۷ جون ۱۹۰۲ء کے الحکم میں بیعت کی منظوری کا اعلان شائع ہوا۔ اس کے تین سال بعد ۱۹۰۵ء میں آپ نے قادیان حاضر ہو کر حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

دو گو آپ قادیان میں دس یوم قیام کرنے کے بعد پٹیالہ واپس چلے آئے۔ لیکن آپ کا دل قادیان میں ہی اٹکا رہا۔ اس کے بعد بھی آپ اہم مواقع پر قادیان حاضر ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص ارشاد کی تعمیل میں ۱۹۱۹ء میں چھ ماہ قیام کی غرض سے قادیان آگئے اور پھر یہیں کے ہو رہے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۵۹ء تک آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طبی خادم کی حیثیت سے نہایت والہانہ انداز میں خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ پر طبی خدمات کی کلی ذمہ داری ۱۹۵۴ء تک رہی جب تک کہ آپ نور ہسپتال کے انچارج رہے۔ پھر محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے انچارج مقرر ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحت کی نگرانی ان کے ذمہ آگئی۔ تاہم اس کے بعد بھی حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ شفقت حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کو اپنے ساتھ ہی رکھا اور مئی ۱۹۵۹ء تک حضورؓ کے علاج کے عملی حصہ مثلاً ٹیکے وغیرہ کرنے میں خصوصیت کی سعادت آپ کو حاصل رہی۔ اس طرح آپ کو مسلسل چالیس سال تک طبی خدمات سرانجام دینے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے محض ڈیوٹی کے طور پر نہیں بلکہ محبت و عشق اور فدائیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر یہ خدمات سرانجام دیں اور اس طرح حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر معمولی شفقت و عنایت اور نوازشات و احسانات کے مورد ہونے کا آپ کو خصوصی شرف حاصل ہوا۔ اس طویل عرصہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کے گھرانے سے بہت ہی کریمانہ اور مشفقانہ اور حضرت ڈاکٹر صاحب کے حضور رضی اللہ عنہ کے خاندان سے نہایت ہی خادمانہ منکسرانہ اور والہانہ تعلقات رہے۔ شاذ ہی حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے سفر ہوں گے جن میں حضرت ڈاکٹر صاحب کو معیت کا شرف حاصل نہ ہوا ہو۔ حتیٰ کہ ۱۹۲۴ء اور ۱۹۵۵ء کے یورپ کے ہر دو سفروں میں بھی حضرت ڈاکٹر صاحبؓ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی چالیس سالہ طبی خدمات کے علاوہ سلسلہ کی دیگر خدمات بھی کچھ کم اہم نہیں ہیں۔ آپ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۸ء تک جماعت احمدیہ پٹیالہ کے سیکرٹری رہے۔ بعد ازاں قادیان میں آپ کو نور ہسپتال کے انچارج کی حیثیت سے اسے ترقی دینے کا موقع ملا۔ آپ کے زمانہ میں اس کا زنانہ وارڈ قائم ہوا۔ اور اپریشن روم میں بھی توسیع و ترقی ہوئی۔ آپ سالہا سال تک مشاورت میں شمولیت کی بھی توفیق پاتے رہے۔ نیز آپ سلسلہ کی مالی تحریکات میں بھی پیش پیش رہے۔

پھر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرب طویل رفاقت اور فیض صحبت کی برکت سے حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کو علمی اور روحانی ترقی نصیب ہوئی۔ بلاشبہ آپ بہت دیندار اور بہت عبادت اور دعائیں کرنے والے خدا رسیدہ صاحب رؤیا بزرگ تھے۔ قرآن مجید کے معانی اور معارف پر غور کرنا اور نئے نئے نکات نکالنا آپ کا نہایت محبوب مشغلہ تھا۔ فارغ اوقات میں اکثر قرآن مجید، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تفسیر کبیر کا مطالعہ فرماتے۔ سلسلہ کی قلمی خدمت میں بھی آپ پیش پیش رہے۔ بے شمار مضامین تحریر کئے جو سلسلہ کے اخبار و رسائل میں شائع ہوتے۔ مضامین لکھنے کا سلسلہ تو آخر عمر تک جاری رہا۔ چنانچہ وفات سے کچھ عرصہ قبل ہی آپ کے متعدد نوٹ الفضل میں شائع ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمات بجا لا رہے ہیں اور چھوٹے صاحبزادے حکیم کریم احمد صاحب یتیم پنسلین فیکٹری داؤد خیل میں نائب اسسٹنٹ ہیں۔ آپ کی صاحبزادیوں میں زینب بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر غلام حیدر صاحب مرحوم آف لاہور، سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب صدیقی میرپور خاص، نعیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد اکرم شاہ صاحب انفارمیشن آفیسر لاہور اور ثمینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبد الشکور صاحب ایم۔ ایس۔ سی میرپور خاص شامل ہیں۔

ادارہ بدر حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کی وفات پر آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ، آپ کے صاحبزادگان، صاحبزادیوں اور جملہ دیگر افراد خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرماتے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے جس طرح آپ کو اس دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت مصلح موعودؓ کی معیت حاصل رہی اگلے جہان میں بھی آپ کو یہ زیارت اور یہ معیت حاصل رہے نیز اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد اور جملہ افراد خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام اور سلسلہ کی خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(الفضل ۱۵/۴/۶۷)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم مبارک سے "جزاکم اللہ" تحریر فرمایا ہے

ان احباب کی فہرست جنہوں نے وقف جدید سال رواں ۱۹۶۷ء کے وعدوں کی ادائیگی بھی کر دی ہے ان کی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد ملاحظہ "جزاکم اللہ" تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ چندہ دہندگان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور اپنے افضال سے انہیں نوازے۔

مرزا وسیم احمد انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان۔

جمشید پور میں سیرت پیشوایان مذاہب کا دو روزہ جلسہ

بقیہ صفحہ اوّل

صلعم نے فرمایا الجنۃ تحت اقدام امھاتکم۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور کلام پاک میں یہ دار د ہے ولھن مثل الذی علیھن۔ یعنی بیوی کے لئے شوہر پر وہی حق حاصل ہے جو حق شوہر کو بیوی پر ہے۔ اگر مرد طلاق دے سکتا ہے تو بیوی خلع بھی لے سکتی ہے آخر میں آپ نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ رواداری سے کام لیں۔ دُنیا کی خوبصورتی اختلاف میں ہے۔ اختلافات کے ہوتے ہوئے بھی ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اس کے بعد سردار تاج سنگھ صاحب نے

باباگورو نانک جی کی زندگی

پر تقریر کے لئے اُٹھے۔ مگر آپ نے سامعین کی کمی تعداد پر شکایت کی اور کہا کہ آپس میں میل و محبت پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کی تعلیمات کو جانیں۔ آج کل ہم لوگ صرف نام کے مسلمان، نام کے ہندو اور نام کے سکھ رہ گئے ہیں۔ اگر سنیما اور دوسرے تماشے ہوں تو لوگ جوق در جوق حاضر ہو جاتے ہیں مگر اس قسم کے اجلاس میں حاضر نہیں ہوتے ہیں۔ جب تک انسان پریم کی آگ میں پڑ کر اپنے کو کندن نہ بنا لے گا اس وقت امن اور شانتی کا دور دورہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کہا کہ ہم چاہیئے کہ ہر ایک مذہب کی جانکاری پیدا کریں اور یہ سمجھ لیں کہ انسان سے نفرت کرنے سے بڑھ کر کوئی اور گناہ نہیں ہے۔

آج کا جلسہ بعد دعا قریباً رات کے ساڑھے دس بجے برخاست ہوا۔

جلسہ کا دوسرا روز

۱۱ر اپریل۔ جلسہ زیر صدارت محترم مولینا مولوی محمد سلیم کے رات کے ۸ بجے منعقد ہوا۔

آج بھی حاضرین کی کوئی خاص تعداد نہ تھی۔ بہرحال خاکسار نے تلاوت کلام پاک کی اور مکرم مولوی سلیمان صاحب کی نواسی کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے کلام محمود سے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے آیت کریمہ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا..... الخ سے اپنی تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے

موجودہ زمانہ کے حالات

پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح آج کا انسان خدا سے برگشتہ ہے۔ روس کے راکٹ پر اُڑان کے نتیجہ میں دہریت اور بڑھ گئی۔ فرعون بے سامان نے ہستی باری تعالیٰ کا انکار کیا۔ مگر جب غرق ہونے لگا تو اس وقت ایمان لایا۔ چنانچہ آج بھی اس کی لاش سے قرآن کی تصدیق ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہستی باری تعالیٰ کو جس طریق پر ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا ہے وہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ آپ نے قل ھو اللہ احد سے توحید کا اعلان کیا اور خدا کی وحدانیت کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو مختلف تکالیف و مصائب سے گذرنا پڑا۔ متواتر تیرہ سال تک مصائب کو برداشت کیا یہاں تک کہ دشمنوں تک نے کہا کہ لقد عشق ربہ کہ محمد اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ اسلام کا لب لباب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اب حضور صلعم کی فرمانبرداری کے کوئی روحانی درجہ نہیں مل سکتا ہے۔ آپ نے آیات کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی..... الخ ومن یطع اللہ والرسول..... الخ سے یہ ثابت کیا کہ روحانیت کے کل مراتب اب بجز آپ کی کامل پیروی کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ کلمہ طیبہ کی تفسیر فرماتے ہوئے آپ نے واضح کیا کہ خدا کی توحید اور آپ کی رسالت تا قیامت جاری ہے۔ زندہ خدا سے تعلق زندہ کتاب قرآن حکیم اور زندہ رسول سے کامل تعلق ہونے پر منحصر ہے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج کی تہذیب دنیا امن اور شانتی کا نعرہ الاپتی ہے مگر جب تک حضور کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل نہ کرے گی وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنا عقیدہ بیان فرمایا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو اسلام کا خادم مانتے ہیں۔ حضور سچے معنوں میں عاشق رسول و عاشق خدا تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ

> بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
> گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

نیز آپ فرماتے ہیں

> ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
> یک قطرۂ زبحر کمال محمد است

آپ نے آگر یہ ثابت کیا کہ اسلام کا خدا زندہ اس کا رسول زندہ اور اس کی کتاب بھی زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایمان کا اظہار اقرار سے ہوتا ہے اور ہم سچے دل سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا کلمہ ہے شریعت محمدیہ ہماری شریعت ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم زندہ نبی اور قرآن مجید زندہ کتاب ہے۔ ہم نے قرآن مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کیا ہے اور سیرت نبوی صلعم مختلف پیرایوں میں شائع کیا ہے۔ آج کل کر توحید الٰہی اور رسالت محمدی کو پھیلائیں ہم مقدس کام کے لئے آپ کا تعاون چاہتے ہیں۔

اس کے بعد

صدارتی تقریر

میں محترم مولوی محمد سلیم صاحب نے فرمایا کہ ہزاروں ۹۹۹، ایسے اعتراضات ہیں جو صرف بوجہ غلط فہمی کے ہم سے بدظن ہیں۔ آپ نے مصر کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب ہم وہاں تبلیغ کرتے تھے تو چند عورتوں نے پوچھا کہ کیا آپ مصر میں بیٹے یا تھ دیکھنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ نے بلایا اور کہا کہ ہاں۔ میں مصر میں اس پر ان عورتوں نے کہا کہ آپ کی باتوں میں تضاد ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی تضاد نہیں۔ اگر یہ تضاد ہے تو پھر کلام پاک میں بھی تو تضاد موجود ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری مائیں وہ ہیں جنہوں نے تم کو جنا مگر دوسری آیت میں یہ ہے کہ رسول اکرم صلعم کی ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں۔ ان باتوں کو سن کر انہیں بہت اچنبھا ہوا اور کہنے لگیں آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہیں۔ پھر آپ نے ان کو تبلیغ کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی غیر مصری کو نبی نہیں مان سکتی ہیں۔ آپ نے ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک آپ ہماری باتوں کو نہ سنیں گے غلط فہمی کا ازالہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم بفضل تعالیٰ تمام ارکان اسلام کے پابند ہیں۔ ہم نے قرآن مجید کا ترجمہ دنیا کی ۱۴ زبانوں میں کر دیا ہے۔ مساجد اور مدرسے قائم کئے جہاں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت ہو رہی ہے۔ غیر مسلم اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ہم اگر مسلمان نہیں ہیں تو قرآن مجید کا کیوں ترجمہ کرتے ہیں کیوں ایسے جنگلوں میں تبلیغ کرتے ہیں جہاں وحشی رہتے ہیں جن کو صفائی کی بھی تمیز نہیں ہے۔ وحشیوں کو انسان بنا کر انہیں با اخلاق انسان بناتے ہیں اور با اخلاق انسان سے انہیں باخدا انسان بنا کر خدا نما انسان بناتے ہیں۔ یہ صرف اسلام کی تعلیم کے طفیل ہی ہوتا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ جب سب تعلیم اسلام کی ہی ہے اور ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کیوں تبلیغ کرتے ہو؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم خدمت دین کے سپاہی ہیں۔ جب ہم مرجائیں تو کام کون کرے اس لئے آپ کو بھی ملٹری میں بھرتی کرنا چاہتے ہیں۔ اختلاف کوئی نہیں ہے صرف غلط فہمی ہے۔ وفات مسیح آئمہ سلف نے بھی مانا ہے اور خاتم النبیین صلعم کی تفسیر جو ہم کرتے ہیں اس کی بھی تائید آئمہ سلف سے ہوتی ہے۔ لہذا آپ ہم سے بدظن نہ ہوں بلکہ ہمارے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ خدا آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر صوبہ بہار نے حاضرین کرام اور محترم مولوی صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ اور گذارش کی کہ ہم جب بھی جلسہ کا انعقاد کریں احباب اس میں شریک ہوں اور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔

جلسہ بعد دعا رات کے تقریباً گیارہ بجے برخاست ہوا۔

اس جلسہ میں ہم نے ڈیڑھ سو لٹریچر تقسیم کیا۔ لوگوں نے اردو لٹریچر کا مزید مطالبہ کیا۔

احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم اس کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین

خاکسار سید حمید الدین احمد
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ
جمشید پور

ولادت

قادیان ۲۴ر اپریل۔ مکرم مولوی مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ کے ہاں آج لڑکی تولد ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

صوبہ بہار میں اہلِ پیغام کا عبرتناک انجام

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار مقیم مظفر پور

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو ایک خوشخبری سنائی۔ اس پر اخبار "پیغام صلح" لاہور نے اسی تکذیب و استہزاء کا طریق اختیار کیا جس کا مظاہرہ خلافتِ آدمؑ سے لے کر اب تک مخالفینِ صداقت کرتے چلے آئے ہیں۔

البتہ "بدر" کی ٹھنڈی چاندنی اور مطلعِ ہند کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے "شہابِ ثاقب" کے تعاقب نے کچھ اس انداز سے روشنی پھیلا دی کہ ہندوستان میں پیغامیت کے ڈھول کا پول ظاہر ہو گیا "پیغام صلح" کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے جماعت مبائعین میں شامل ہونے والے ہندوستانی پیغامیوں کے جو "نام اور پتے" بدر میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان کی تصدیق خود پیغام صلح نے بھی با دل نخواستہ کرنا شروع کر دی ہے۔ پیغامی حضرات اگر یہ مطالبہ نہ کرتے تو ہندوستانی ....

.... پیغامیوں کا یہ عبرتناک انجام نظروں سے اوجھل رہتا جو آج "بدر" کی روشنی میں دکھائی دے رہا ہے

صوبہ بہار میں خاکسار گیارہ سال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بطور مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق پا رہا ہے میرے یہاں پہنچنے سے قبل ہی اس صوبہ میں پیغامیت کا صفایا ہو چکا تھا کوئی باقاعدہ تنظیم پیغامیوں کی پورے صوبہ میں موجود نہیں تھا۔ اور نہ اب ہے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے جناب ایم۔ اے صمد صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ریٹائرڈ جج آف بہار شریف کو کہ موصوف کا ایک خط ۹ر فروری کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا۔ میرے لئے ثواب کا ایک اور موقعہ نکل آیا۔ ع

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے مادراں باشد

تعجب کی حقیقت | جناب صمد صاحب نے اپنے اس چند سطری خط میں متعدد غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ان کی کسی قدر تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ صمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ سن کر نہایت تعجب ہوا کہ موجودہ خلیفہ ربوہ کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں ہماری جماعت کے احمدی قادیانی ہو گئے ہیں۔"

الجواب۔ اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ اوّل تو "بدر" میں ان سابق پیغامیوں کے "پیغام صلح" کے مطالبہ کے مطابق "نام اور پتے" شائع ہو گئے ہیں جنہوں نے پیغامیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خلافت حقہ احمدیہ سے وابستگی اختیار کی۔

دوّم۔ صوبہ بہار میں تو پہلے سے ہی پیغامیت کا صفایا ہو چکا ہے۔ کوئی باقاعدہ تنظیم ان کی بہار میں موجود نہیں ہے۔ اس کے مقابل اللہ تعالیٰ کے فضل سے صوبہ بہار میں جگہ جگہ مبائعین کی جماعت موجود ہے۔ اور ان غیر سازگار حالات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق "نفوس اور اموال" کے اعتبار سے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔

جہاں تک خاکسار کی معلومات ہیں صوبہ بہار میں صرف دو پیغامی اس وقت موجود ہیں۔ ایک یہی جناب صمد صاحب اور دوسرے جمشید پور میں موجود تھے جن کا نام اس وقت بھول گیا ہوں تین چار سال ہوئے ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ پہلے وہ غیر احمدیوں کی اقتداء میں ہی نماز جمعہ وغیرہ ادا کیا کرتے تھے لیکن بعد میں کسی مصلحت سے جماعت احمدیہ جمشید پور کے ساتھ مل کر مبائع امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے تب پتہ چلا کہ جمشید پور میں ایک پیغامی دوست بھی موجود ہیں۔ شاید انہوں نے اب پھر غیر احمدی علماء کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنی شروع کر دی ہیں۔ موصوف کی اولاد موصوف کی باغی اور مختلف جرائم میں مبتلا رہتی جس کی وجہ سے موصوف ہمیشہ پریشان خاطر اور نالاں رہتے تھے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ پیغامی حضرات کی کوئی تنظیم صوبہ بہار میں موجود ہی نہیں تو یہاں کے پیغامی کیا ہوئے؟ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے یا غیر احمدیوں میں مل جل گئے؟ اس کا جواب صمد صاحب کو دینا چاہیے۔

جماعت؟ | جناب صمد صاحب نے پیغامیوں کو "ہماری جماعت کے احمدی" اور جماعت احمدیہ کو "قادیانی" قرار دیا ہے۔

یہ موصوف کی صریحاً غلط بیانی ہے۔ جماعت وہ ہوتا ہے جس کا ایک امام ہو لا جماعۃ الا بامام لیکن جس صورت میں کہ پیغامیوں کا کوئی امام ہی نہیں بلکہ یہ لوگ "انجمن" کے سہارے پر ہیں۔ اور مبائعین کا ایک واجب الاطاعت مقتدر امام موجود ہے۔ لہٰذا یہ لوگ منکرین خلافت کا گروہ تو کہلا سکتے ہیں "جماعت" نہیں۔

دلچسپی | اس کے بعد موصوف فرماتے ہیں:۔

"قادیانی ہونا تو درکنار حقیقت یہ ہے کہ ان کی جماعت کے لوگ اب قادیانیت میں دلچسپی بہت کم لینے لگے ہیں"

الجواب۔ یہ بھی صمد صاحب کی کھلی کھلی غلط بیانی ہے۔ گیارہ سال سے تو خاکسار اس کا گواہ ہے کہ ہر سال صوبہ بہار کے احمدیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے نیز قربانیوں کا معیار بلند ہو رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مخلصین جماعت کے اموال اور نفوس میں خصوصی طور پر برکت دیتا چلا جا رہا ہے نہ صرف دینی لحاظ سے بلکہ جماعت احمدیہ بہار اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر شعبہ زندگی میں ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اس کی کچھ تفصیل آگے آئے گی اب صمد صاحب محترم ہمیں بتائیں کہ صوبہ بہار کے پیغامیوں نے اس کے مقابل پر پیغامیت کو فروغ دینے کے لئے کیا "دلچسپی" لی ہے۔ اور کس قدر کامیابی حاصل کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہار تو بہار پورے ہندوستان میں بسنے والے پیغامی جو ابھی تک بیعت خلافت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ ان کی روحانی نسل تو منقطع ہو رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی جسمانی نسل کا حال اس سے کچھ اچھا نہیں۔ ہندوستان کے اکثر سرگرم پیغامی لاولد ہیں اور جن کی جسمانی اولاد موجود ہے وہ بھی اکثر پیغامیت سے برگشتہ دکھائی دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس فعلی شہادت میں بہت بڑی عبرت کا سامان موجود ہے لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

ایک چیلنج | پیغام صلح کے سرورق پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام درج ہوتا ہے کہ:۔

"میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا۔"

ہمارا چیلنج ہے کہ صوبہ بہار میں اس مقدس الہام کی مصداق صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔ اور اس کے مقابلہ پر منکرین خلافت قعر مذلت میں گرتے گرتے ختم ہو رہے ہیں۔ یہ چیلنج اس لئے دیا گیا ہے تا کہ صمد صاحب کی اس غلط بیانی کی قلعی پورے طور پر کھل جائے کہ "اب قادیانیت میں دلچسپی بہت کم لینے لگے ہیں"۔ اگر صمد صاحب یا کسی دوسرے پیغامی کو اس چیلنج کے قبول کرنے کی ہمت ہے تو میدان میں آ جائے!!

شادی | اس کے بعد صمد صاحب فرماتے ہیں "اور ان گھرانے کی لڑکیاں جن کی شادی غیر قادیانی سے نہیں ہوتی تھی۔ اب بے تکلف عام مسلمان لڑکوں سے جو قادیانیت کیا احمدیت کے بھی خلاف ہیں ہونے لگی ہے۔ چنانچہ ابھی چند ہفتے ہوئے کہ ہمارے شہر میں ایک شادی ہوئی ہے لڑکے کی ماں نہایت متعصب قادیانی ہیں ہم سے اور اس گھرانے سے کافی ربط ہے لڑکی کی والدہ صاحبزادی کے برابر میرے یہاں تشریف لاتی رہتی ہیں اور شادی سے قبل جب بھی آئیں ہماری بچیوں سے احمدیت کے متعلق بحث کرتی رہیں۔ کہ حقیقی احمدیت قادیان (ربوہ) میں ہے۔ وہ بھاگلپور کی تھیں دیکھئے قبل ہی ہم کو یہ۔ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ خاص بھاگلپور میں جہاں بہار صوبہ میں قادیانیت کا قلعہ ہے قادیانی لڑکی کی شادی ایک غیر قادیانی لڑکے سے ہوئی۔"

الجواب۔ اس بیان میں بھی صمد صاحب نے متعدد غلط بیانیوں سے کام لیا ہے اور یہ تو بدترین جھوٹ ہے کہ احمدی لڑکیوں کی شادیاں اب بے تکلف غیر احمدیوں سے ہونے لگی ہیں۔ خاکسار گیارہ سال سے صوبہ بہار میں مقیم ہے صمد صاحب کو ہم ڈنکے کی چوٹ سے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کہ بھاگلپور

شہر یا ضلع میں کسی ایک احمدی لڑکی کی کسی غیر احمدی کے ساتھ شادی اس عرصہ میں ہوئی۔

ممد صاحب نے جو واقعہ نقل کیا ہے۔ اس میں بھی موصوف نے لڑکی کی والدہ کو تو احمدی بتایا ہے لیکن لڑکی کے والد کے متعلق کچھ نہیں بتایا کہ وہ احمدی ہے یا غیر احمدی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ صوبہ بہار میں بعض مخلص احمدی خواتین نے اپنے ماحول پر اپنے نیک نمونے سے بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔ آرہ اور ارول میں دو احمدی مستورات کے شوہر غیر احمدی تھے۔ اس کے باوجود ان نیک دل اور کثیر الاولاد خواتین کا ان کی اپنی اولاد پر بہت اچھا اثر پڑا اور بجز دو تین افراد کے باقی سب کے سب احمدی ہیں۔ اسی طرح بھاگلپور شہر میں جناب محبوب الحسن صاحب ایڈووکیٹ مرحوم جو کہ غیر احمدی تھے ان کی بیگم صاحبہ احمدی ہیں۔ ان کی پانچ لڑکیاں اور دو بیٹے ہیں لڑکیاں سب احمدی ہیں جن کی شادیاں احمدی لڑکوں سے ہوئی۔ البتہ بڑا لڑکا غیر احمدی ہے جس کی شادی ایک غیر احمدی پیر صاحب کی بیٹی سے ہوئی۔ اور ایک لڑکا ابھی غیر شادی شدہ ہے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ صوبہ بہار کی احمدی مستورات نے غیر احمدی شوہروں کے تحت رہ کر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی اولاد پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے اور اپنے نیک نمونے سے اپنی سب اولاد یا اس کے معتد بہ حصہ کو احمدیت میں داخل کیا ہے اور ان کی اولاد کی شادیاں بھی احمدیوں میں ہوئی ہیں۔ لیکن پھر بھی عورت کمزور ہوتی ہے۔ لہٰذا بعض ایسی احمدی مستورات موجود ہیں جن کے شوہر اور اولاد احمدی نہیں بنے ہیں۔ ایسے لوگ احمدیہ عقائد سے خوش خیال ضرور ہیں لیکن جب تک وہ باقاعدہ بیعت کر کے احمدیت کو قبول نہیں کر لیتے تب تک وہ جماعت کا حصہ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ایسے لوگ جماعت احمدیہ کے قواعد و ضوابط کے پابند ہیں۔ لہٰذا کسی غیر احمدی باپ کی غیر احمدی بیٹی کی احمدی قسرا ... سے کر اور اس کی شادی کا سوال اٹھا کر جماعت احمدیہ پر اعتراض کرنا بے محل سی بات ہے البتہ اگر پیغامی حضرات اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور شادی بیاہ کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی کسی حد تک تعمیل کرتے ہیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض اہل پیغام پر پڑتا ہے نہ کہ مبائعین کی جماعت پر۔

تبلیغ احمدیت

آخر میں ممد صاحب فرماتے ہیں:۔

"جہاں تک ہم کو واقفیت ہے اب قادیانی عام مسلمانوں میں لڑ رہے ہیں اور قادیانیت کو پیش بھی نہیں کرتے اور اب جب سے دار الخلافت قادیان سے ربوہ چلا گیا ہے ان کے چرچے اخبارات میں بہت کم آتے ہیں۔ اور تبلیغ بھی بند ہے ورنہ قبل ہر سال کوئی نہ کوئی تبلیغی جماعت دورہ کرتی رہتی تھی۔"

الجواب:۔ ممد صاحب یہ بھی سفید جھوٹ ہے سہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت یہ ہے کہ ممد صاحب نے ان فقرات میں پیغامیوں کی حالت بتائی ہے۔ ورنہ ان میں کوئی بات بھی تو درست نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مبائعین جس قدر اپنے عقائد میں پختہ ہیں اور ایک زبردست تنظیم رکھتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ رہا تبلیغ کا معاملہ سو وہ بھی خدا کے فضل سے جاری ہے ابھی مارچ کے آخری ہفتہ احمدیہ دار التبلیغ مظفر پور میں دو افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اور گیارہ سال کے عرصہ میں مونگیر۔ آرہ اور بکرا میں تین نئی جماعتیں بھی قائم ہوئی ہیں ان جماعتوں میں ایک سو سے زائد نو احمدی موجود ہیں۔ خاکسار انچارج مبلغ صوبہ بہار ہونے کی حیثیت سے ہر سال صوبہ بہار کے تبلیغی و تربیتی دورے کرتا رہتا ہے مختلف مقامات پر جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کی مجالس میں تبادلۂ خیالات ہوتا ہے۔ مناظرے ہوتے ہیں اور ان سب کی رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ بدر میں شائع ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً غیر احمدی اخبارات میں جب کبھی جماعت احمدیہ کے خلاف مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ان کے دندان شکن اور مسکت جواب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بدر میں شائع ہوتے ہیں یہ سب کچھ "بدر" کے فائل اٹھا کر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے

ابھی تین چار سال گذرے جبکہ خاکسار رانچی سے تبدیل ہو کر مظفر پور میں آیا تو مظفر پور میں شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ جس کا چرچا پینہ کے کم و بیش تمام اردو اخبارات میں مہینوں ہوتا رہا۔ جماعت احمدیہ مظفر پور نے نہایت مردانگی اور جرأت ایمانی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے چمکتے ہوئے عظیم الشان نشانات احمدیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور دیکھتے ہی دیکھتے حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ اب مظفر پور اور اس کے مضافات میں کسی غیر احمدی عالم کو یہ جرأت نہیں ہے کہ کھلم کھلا احمدیت کی مخالفت میں کوئی تقریر کر سکے اور اب سیتا مڑھی بھی ہونی شروع ہو گئی ہیں نیز شہر کا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ غیر احمدی علماء احمدیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید و نصرت اور مسکت دلائل کو دیکھ کر احمدیت سے مرعوب و متاثر ہو گیا ہے اور مظفر پور کی فضا اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے حق میں ایک پر عظمت کروٹ لے چکی ہے۔ ممد صاحب اگر چاہیں تو یہاں تشریف لا کر ملاحظہ کر سکتے ہیں تعجب ہے کہ جناب ممد صاحب بہار میں رہتے ہوئے ان سب حقائق پر اپنے دروغ بے فروغ کے ذریعہ سے پردہ ڈالنا چاہتے ہیں خاکسار کے علاوہ رانچی اور مونگیر میں بھی باقاعدہ کرام نہایت سرگرمی کے ساتھ تبلیغی اور تربیتی امور انجام دے رہے ہیں گذشتہ سال محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی قیادت میں مرکزی نمائندوں کے ایک وفد نے صوبہ بہار کا تبلیغی و تربیتی دورہ کیا۔ ہر سال مختلف مقامات پر اجلاس منعقد ہوتے ہیں جن سے جماعت احمدیہ کے مرکزی علماء کرام خطاب فرمایا کرتے ہیں۔ اب ان سب حقیقتوں کی روشنی میں ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ممد صاحب کی یہ بات کہاں تک درست ہے کہ تبلیغ بھی بند ہے اور کہ ممد صاحب اپنے بیان میں کہاں تک راست گوئی سے کام لے رہے ہیں!

موجودہ وقت میں "خلیفۃ المسلمین" اور اس کا دائرہ عمل

(بقیہ صفحہ ۲)

علماء کے شرّمن تحت ادیم السماء (آسمان کے نیچے بدترین مخلوق) کی نسبت جو کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ... سال پہلے فرمایا تھا آج ہماری آنکھ اس کا مشاہدہ کر رہی ہیں آنکھ جو دیکھتی ہے وہ لب پہ آ سکتا نہیں محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی امت مسلمہ کے اندر راہ پا چکے ہر جہتی فساد و بگاڑ اور اس کا باہمی افتراق و انتشار، افراد امت کا ایمان و ایقان سے تہی دامن ہو کر دینوں کی سی زندگی اختیار کر لینا یہ ایسی حالت ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔!!

عمارات کو بڑی آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ معمولی شکست و ریخت کی صورت میں تو کسی عمارت کی مرمت ہو سکتی ہے لیکن جب عمارت مجموعی طور پر بوسیدہ ہو جاتی ہے تو نئے سرے سے عمارت بنائی جاتی ہے ہر جگہ یہ قانون قدرت کام کرتا نظر آتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے فساد و بگاڑ کی صورت میں اس قانون قدرت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ بالخصوص جبکہ قرآن پاک میں صریح طور پر اس بات کے اشارے موجود ہیں مثلاً سورت محمد کی آخری آیت میں فرمایا:۔

وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئیگا اور تمہاری طرح سستی اور بے دینی اختیار کرنے والے نہیں ہونگے

اسی طرح بخاری اور مسلم میں یہ جو خبر دی گئی ہے کہ

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری)

اس حدیث شریف میں بیک وقت ان دونوں باتوں کا بڑے ہی پر لطف انداز میں ذکر کیا گیا ہے یعنی ایک طرف تو حضورؐ نے امتیوں کو مخاطب کر کے بتا دیا ہے کہ سخت فساد اور بگاڑ کے وقت تمہاری حالت بڑی ہی قابل رحم ہو گی اور دوسرے یہ کہ وہی وقت ہو گا جب کہ تمہاری اس خستہ حالی پہ رحم کے نتیجہ میں مسیح ابن مریم نزول فرما ہو گا جو اس امت کا ایک فرد ہوتے ہوئے تمہارا امام ہو گا۔ اور اسی مقدس وجود کو ایک دوسرے پہلو سے مہدی معہود کا مخاطب یا گیا ہو گا اور مہدی کا یہ کام بتایا گیا ہے کہ یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰) یعنی مہدی کے ظہور سے پہلے زمین جور و ظلم سے بھری ہوگی لیکن مہدی کی برکت اور روحانی فیض سے وہ عدل و انصاف سے بھر جائے گی اور دنیا دیکھے گی کہ وہی طاقتیں شیطانی طاقتوں پر غالب آ جایا کرتی ہیں ظلمت کے بعد نور کا دور ضرور آتا ہے

اب ان احادیث پر یکجائی نظر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امت مسلمہ کا عمومی ڈھانچہ جو پیچ اور پوچ ہے لوگوں کی اپنی ہی بے دینی اور بدعملی کے سبب ناکارہ ہو چکا ہو گا اس کے کار آمد بننے کے لئے ایک ضرورت ہوگی اس امر کی کہ مسلمانوں کے مردہ ایمانوں کو نئے سرے سے زندگی ملے اور وہ نام کے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ کام کے مسلمان بھی بن جائیں۔ (باقی)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مالی سال کا آخری مہینہ

آخری عشرہ اور عہدیداران جماعت و احباب جماعت کا فرض

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ۳۰ ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے جس میں اب صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات اور اس کے مقابل پر جماعتوں کی طرف سے عرصہ گیارہ ماہ میں جو وصولی ہوئی ہے اس کا جائزہ لینے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی وصولی لازمی چندہ جات بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی۔ اور بعض جماعتوں کی طرف سے وصولی میں کافی کمی ہے اور کئی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کے ذمہ گذشتہ سالوں کی معقول رقم تاحال قابل ادائیگی آ رہی ہے

دوران سال میں عہدیداران مال کو براہ راست جماعتوں کے مقررہ بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے اور دیگر مختصر یادداشت کے ذریعہ بھی متواتر توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ اور حال ہی میں ۳۱ ر مارچ تک وصولی کی پوزیشن سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ اخراجات کی بنیاد جماعتوں کی طرف سے متوقع چندہ جات کی آمد پر رکھی جاتی ہے اور سلسلہ کی ضروریات کے ماتحت قرض لے کر بھی اخراجات کو جاری رکھنا پڑتا ہے اس امید پر کہ آخر مالی سال تک جماعتیں اپنے ذمہ کے واجبات ادا کر دیں گی۔ لیکن جو جماعتیں اپنے مالی فرض کو سو فیصدی ادا کرنے سے کوتاہی اختیار کرتی ہیں۔ اُن کی وجہ سے جو غیر معمولی زیر باری اور مالی مشکلات کی صورت پیش آتی ہے اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔ خصوصاً تقسیم ملک کے بعد ہمارے ذرائع آمد محدود ہو جانے کے باعث مرکز قادیان جس دور میں سے گزر رہا ہے اس کا میں احباب جماعت کی اپنے مالی فرض سے معمولی عدم توجہ بھی غیر معمولی اور ناقابل تلافی نقصان اور مشکلات کا باعث بن سکتی ہے

اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنصرہ العزیز نے مورخہ ۸ر اپریل ۱۹۶۷ء کو احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا:-

" اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ کہ اے خدا کے رسول! (اور تیرے بعد جو اُن کی قائمقامی میں ذمہ داری کے عہدے پر کھڑے کئے جاتے ہیں) تو مومنوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتا رہ۔ یہ یاد دلانا مومنوں کو نفع بخشتا ہے......... اس حکم کے ماتحت آج میں احباب جماعت کو اُن کی بعض ذمہ داریاں یاد دلانا چاہتا ہوں (۱) پہلی یہ کہ دوست جانتے ہیں کہ

ہمارے مالی سال کا یہ آخری مہینہ جا رہا ہے تمام احباب جماعت کو عموماً اور تمام عہدیداران سلسلہ کو خصوصاً میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی پوری کوشش کریں کہ جماعت کا جو بجٹ ہے جسے ہم حصہ آمد (یعنی وصیت کے چندے) یا چندہ عام کہتے ہیں یا جلسہ سالانہ کا چندہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ پورا ہو جائے بلکہ جو بجٹ بنایا گیا تھا اُس سے زیادہ آمد ہو جائے اور یقیناً آمد زیادہ ہو سکتی ہے......... پس جو بجٹ منظور ہو چکا ہے وہ اصل ذمہ داری سے کم درجہ پر ہے۔ اگلے ۲۵ دن صرف یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ بجٹ پورا ہو جائے بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کوشش ہونی چاہیئے کہ جو حقیقی اور اصل بجٹ آمد کا ہے اس کے مطابق ساری جماعتوں کی آمد ہو جائے۔ امید ہے کہ تمام پریذیڈنٹ صاحبان اور مال کے ساتھ تعلق رکھنے والے عہدیداران اور صوبائی امیر اس امر کی طرف خصوصی توجہ دیں گے کہ اس ماہ کے اندر سال رواں کا بجٹ نہ صرف یہ کہ پورا ہو جائے بلکہ اندازہ بجٹ سے بھی زیادہ ہو جائے گا"

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور بالخصوص عہدیداران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل کی طرف پوری توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس سال کی وصول شدہ تمام رقوم مالی سال ختم ہونے سے پہلے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل ہو جائیں۔ لہٰذا سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ اس آخری عشرہ میں وصول شدہ چندہ جات ساتھ ساتھ مرکز میں بھجواتے رہیں تاکہ تمام وصول شدہ رقوم اسی مالی سال کے حساب میں مرکز میں وصول ہو کر جمع ہو سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ادائیگی چندہ تحریک جدید

تحریک جدید کا مالی سال شروع ہوئے قریباً پانچ ماہ گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک بعض جماعتوں کے اکثر احباب کی طرف سے چندہ تحریک جدید موصول نہیں ہوا۔ بلکہ اکثر احباب کو اس بابرکت تحریک میں شامل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ شروع سال میں چندہ ادا کرنے والے مخلصین سبقت کی وجہ سے سارا سال اس کا ثواب پاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے اور سال کے آخر میں ادائیگی کرنے والے سارا سال ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ مومن نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت فی الخیرات میں حریص ہوتے ہیں اور وہ کسی موقعہ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ بعض اوقات کسی مجبوری یا کثرت کار کی وجہ سے توجہ ہٹ جاتی ہے ایسے موقعہ پر عہدیداران جماعت کا فرض ہوتا ہے کہ احباب کو بار بار تحریک کرتے رہیں تاکہ یاد دہانی ہوتے رہنے کی وجہ سے وہ متوجہ ہوں۔ اس طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم " الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ " کے مطابق یاد دہانی کرانے والے بھی ثواب میں برابر شریک ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ خیال درست نہیں ہوتا کہ ابھی سال بھر میں ادائیگی کرنے کا موقعہ کافی ہے۔ ادائیگی کر دیں گے۔ اس وجہ سے بعض اوقات صرف اول وقت میں ادائیگی بلکہ نیکی ثواب سے محروم ہو جاتی ہے اس بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زریں ارشاد قابل توجہ ہے:-

فرماتے ہیں:-

" نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سال کے آخر میں دے دیں گے بعض اوقات وہ دے بھی نہیں سکتے۔ جو لوگ آخر وقت میں نماز ادا کرنے کے عادی ہیں وہ بعض دفعہ بھول بھی جاتے ہیں۔ پہلے وقت نیکی کا ثواب زیادہ ہوتا ہے ایک دن کا ثواب بھی معمولی چیز نہیں کہ اسے چھوڑا جائے "

پس تمام صدر صاحبان و سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف متوجہ ہو کر فوراً اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں۔ ایسے احباب جنہوں نے تاحال اپنے وعدے نہیں بھجوائے ان میں پُرزور تحریک کر کے وعدے لے لیں۔ اور اطلاع دیں۔

خدا تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

ایتھنز ۲۴ اپریل - معلوم ہوا ہے کہ یونان کی نئی فوجی حکومت نے ملک کے نوجوان حکمران شاہ کانسٹینٹائن کو ایتھنز کے محل میں نظر بند کر دیا ہے انہیں شہر سے باہر اُن کے محل میں رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ دی گئی ہے کہ نوجوان حکمران نے فوجی حکومت کی منظوری دینے سے انکار کر دیا اور اس کے جاری کردہ حکم ناموں پر دستخط نہ کئے۔

بمبئی ۲۴ اپریل بمبئی کے شمال مشرقی پارلیمنٹری حلقہ کے ضمنی چناؤ میں سابق وزیر دفاع شری کرشنا مینن کو شکست کا سامنا ہے۔ آج ۵ بجے شام تک کانگرس امیدوار شریمتی تارا سپرے شری کرشنا مینن سے ۱۱ ہزار ووٹ آگے تھیں۔ ۱۱۰ ہزار ووٹ گنے جا چکے تھے۔ اس حلقہ میں ووٹروں کی کل تعداد ساڑھے چھ لاکھ کے قریب تھی۔ اور کوئی ۵۰ فی صد ووٹ پول ہوئے تھے۔ آخری اطلاع کے مطابق شری کرشنا مینن ہار گئے ہیں۔

فیروزپور ۲۳ اپریل - چیف پارلیمنٹری سیکرٹری شری گورمیت سنگھ نے کل فیروزپور سے ۱۴ میل دور موضع لنگیانہ میں ایک دیہاتی اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ پنجاب کے سکولوں میں داخلہ کی فیس جو کہ رام کشن وزارت نے دوگنی کر دی تھی اب پھر کم کر کے پہلے جتنی کر دی گئی ہے آپ نے یہ بھی بتایا کہ اناج کا الگ زون بن جانے سے پنجاب ۵۰ ہزار ٹن فالتو اناج دوسرے ملک خوراک کے صوبوں کو بھیج سکے گا۔ دوسرے صوبوں کو گندم دے دینے سے پنجاب سرکار کو جو منافع ہوگا وہ پنجاب کے کسانوں کو سستے کھاد مہیا کرنے کے لئے استعمال ہوگا۔ آپ نے مزید کہا کہ اب انتظام کیا گیا ہے کہ پنجاب سے اناج کا ایک دانہ بھی سمگل نہ ہو سکے۔ چنانچہ جو ٹرک اناج کی سمگلنگ کے استعمال ہوتے پکڑے جائیں گے انہیں ضبط کر لیا جائے گا۔ آپ نے مزید کہا کہ ۵ ایکڑ اراضی تک مالیہ معاف کرنے کا پنجاب سرکار نے جو فیصلہ کیا ہے اس سے ہر چھوٹے کسانوں کو فائدہ پہنچے گا۔

لکھنؤ ۲۲ اپریل - یو۔ پی کے چیف منسٹر شری چرن سنگھ نے ایک بیان میں کہا کہ سرکاری ملازموں کو اب جبکہ سرکار نے ان کے مہنگائی الاؤنس بڑھا کر مرکزی ملازموں کے برابر کر دیا ہے۔ اگر اب بھی ملازموں نے ایجی ٹیشن کرنے کا رویہ جاری رکھا تو پھر انہیں ترقی کرنے کی تمام امیدیں ترک کر دینی چاہئیں۔ چیف منسٹر نے اپنے اس بیان میں سرکاری ملازموں سے دن بدن بڑھ رہی ڈسپلین شکنی کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا کہ ہمارے نظم ونسق میں ڈسپلن شکنی جس حد تک بڑھ چکی ہے وہ دیش کے تمام لوگوں پر جو کہ پبلک معاملات سے واقف ہیں پوری طرح ظاہر ہے۔

مدراس ۲۴ اپریل - کل یہاں کانگرسی ورکروں کی کانفرنس میں اعلان کیا گیا کہ صدر کانگرس شری کامراج مزید تین چار ماہ تک کسی پبلک جلسے میں تقریر نہیں کریں گے۔ شری کامراج کانفرنس میں موجود تھے ورکروں نے بار بار ان سے کہا کہ وہ تقریر کریں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ سابق ممبر اسمبلی شری بی رامچندر نے صدر کانگرس کی طرف سے کانگرسی ورکروں سے اپیل کی کہ وہ ان پر تقریر کرنے کے لئے دباؤ نہ ڈالیں کیونکہ وہ مزید کچھ عرصہ خاموش رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے کوئی وجہ نہ دی گئی۔ یاد رہے کہ پچھلے عام چناؤ کے بعد شری کامراج نے کسی جلسہ میں تقریر نہیں کی۔

گورداسپور ۲۴ اپریل - وزیر خزانہ ڈاکٹر بلدیو پرکاش نے کل رات ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر متحدہ محاذ وزارت مہنگائی نہ روک سکی تو مستعفی ہو جائے گی۔ آپ نے کہا کہ پنجاب کی تمام اپوزیشن پارٹیوں کی وزارت کچھ مشترکہ بنیادوں پر بنائی گئی ہے۔ مثلاً کورپشن کا خاتمہ۔ مہنگائی کو روکنا اور خویش پروری ختم کرنا۔ اور ایسا قانونی طور پر انتظام کیا جا رہا ہے کہ پنجاب میں آئندہ کورپشن ختم ہو سکے۔ آپ نے کہا کہ دیش پنجاب کے لوگوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ یہاں مختلف خیالات کے لوگ آپس میں مل کر برسر اقتدار آ گئے ہیں۔

وارانسی (بنارس) ۲۴ اپریل - کل بعد دوپہر یہاں چھرے بازی کے اکا دکا واقعات ہوئے۔ چھرے بازی کا ایک شکار رات کو مر گیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں لاٹھیوں سے ایک دوسرے کو پیٹا گیا۔ اور پتھراؤ کیا گیا۔ مجروحین کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ ان میں سے دو کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ ان واقعات کے بعد شہر میں ۸ بجے رات سے ۶ بجے صبح تک کرفیو لگا دیا گیا۔ یاد رہے کہ تعزیہ کے جلوس میں ایک حملہ میں کچھ لوگوں میں تصادم ہوئے تھے اس کے سلسلہ میں کل کے واقعات ہوئے۔

ماسکو ۲۴ اپریل - ہفتہ وار روسی اخبار نیو ٹائمز نے پہلی بار چین کا ایک نقشہ شائع کیا ہے جس میں چین کے کچھ علاقوں کو چین سے الگ تھلگ دکھایا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بھارت اور چین کی سرحد بھی اس نقشہ میں نہیں دکھائی گئی جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ روس بھارت کے سرحدی علاقوں پر چین کا حق تسلیم نہیں کرتا۔ اس نقشے میں علیحدہ طور پر یہ دکھایا گیا ہے کہ تبت سنکیانگ اندرونی منگولیا اور ویتنام کی سرحد سے لگنے والا چینی صوبہ کوانگسی اندرونی طور پر خود مختار علاقے ہیں پچھلے ماہ سے روسی اخبارات یہ خبریں بھی شائع کرتے رہے ہیں کہ تبت سنکیانگ اور منگولیا میں قومی اقلیتوں کا صفایا کیا جا رہا ہے اور ان کی لڑکیوں کی چینی لوگوں سے شادیاں کر کے انہیں منظم سکیم کے ماتحت ختم کیا جا رہا ہے۔ نقشے میں جس جگہ چین اور بھارت کی سرحد ہونی چاہیئے تھی وہاں کوئی مستقبل شکل بنا کر یہ لفظ لکھے ہیں پیپلز ری پبلک آف چین جس کا رقبہ ۹۵ لاکھ مربع میل اور آبادی ۷۵ کروڑ ہے

چنڈی گڑھ ۲۴ اپریل - پنجاب کے محکمہ فنانس کے شری گورنام سنگھ نے آج بیان کیا کہ پنجاب سرکار پبلک سروس کمیشن کے ممبروں کی تعداد پانچ سے کم کر کے تین کر دے گی دو ممبر شری آر۔ این چوپڑا اور شری سوہن سنگھ ریٹائر ہونے والے ہیں ان کے بعد ان کی آسامیاں پُر نہیں کی جائیں گی۔ سرکار اس بات پر غور کرے گی کہ وہ پبلک سروس کمیشن سے ۱۶۰ روپے ماہوار تک والی آسامیوں پر تقرریوں کا معاملہ لے لے گی اور یہ تقرریاں محکموں کے سپرنٹنڈنٹوں کے حوالے کر دی جائیں گی۔

عید الاضحیٰ پر قادیان میں قربانیاں

خاکسار کی طرف سے اخبار بدر میں شائع شدہ تحریک پر حسب ذیل دوستوں کی طرف سے قربانی کی رقوم موصول ہوئی تھیں۔ چنانچہ عید کے موقعہ پر ان کی طرف سے قربانی کی جا چکی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اگر کسی دوست کا نام رہ گیا ہو تو اطلاع دیں۔

1۔ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ۵ قربانی
2۔ میجر محمد سلطان صاحب عدن ۱ ″
3۔ مکرم شریف احمد صاحب آرہ بہار ۱ ″
4۔ محترمہ لیلی سوکیہ صاحبہ ماریشس ۱ ″
5۔ مکرم سید محمد حسین صاحب مدراس ۱ ″
6۔ پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ بہار ۱ ″
7۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب چینگاڈی ۱ ″
8۔ ″ غلام رسول صاحب چیبہ ۱ ″
9۔ ″ سید داؤد احمد صاحب مع اہلیہ صاحبہ مظفر پور ۲ ″
10۔ مکرم فضل احمد صاحب بنگلور ۱ قربانی
11۔ محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ حیدر آباد ۱ ″
12۔ مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب بھیانپور ۱ ″
13۔ ″ محمد یٰسین صاحب کہریا ضلع ہمیرپور ۱ ″
14۔ محترمہ اہلیہ محمود احمد صاحب کلکتہ ۱ ″
15۔ مکرم محمود عبدالرشید صاحب لنڈن معرفت ناجز صاحب ۱ ″
16۔ ″ محمد یاسین صاحب ندیم نیروبی معرفت ″ ۱ ″
17۔ محترمہ والدہ شمیم احمد صاحب آرہ بہار ۱ ″
18۔ مکرم شہاب احمد صاحب گنگا سگو ۲ ″

عبدالرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

فارم اصل آمد

دفتر ہذا کی طرف سے تمام موصیوں کی خدمت میں گذشتہ سال کی آمد معلوم کرنے کے لئے فارم اصل آمد بھجوائے جا چکے ہیں تمام موصی صاحبان سے درخواست ہے کہ جن کو فارم ملے ہوں وہ فارم پُر کر کے جلد از جلد واپس ارسال فرما دیں تاکہ ان کا سالانہ حساب ان کی خدمت میں بھجوایا جا سکے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان